ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

کلام سوؔدا میں شامل محاورات کا تجزیاتی مطالعہ

*علی حمزہ بیگ
پی ایچ ڈی سکالر ,لاہور گیریژن یونیورسٹی،لاہور
**ڈاکٹر محمد خاں اشرف
ایسوسی ایٹ پروفیسر ,لاہور گیریژن یونیورسٹی،لاہور

ABSTRACT
Suda is an authentic reference of Urdu poetry, he is at the level of an emperor when it comes to poetry. In Rekhta,he is a renowned poet in terms of other genres of speech.His words has the status of authenticity. He was aware of the fact that in his era and the coming era, the norms and manners of his language and speech became the standard, which afterword became popular as a style. The styles that he used in relation to Muhsinat Kalam were also recognized as the first in poetry and literature, be it the standards of Rekhta or the style of writing or the debates of the narration or the angles used by Badi, Souda has not only poetic standards due to the use of all these. Established, rather that standard, the standard has remained.
Key words:*reference,renowned,language,manners,style,recogonized,relation*

ملخص

سوؔدا اردو شاعری کا مستند حوالہ ہیں، قصیدہ نگاری کے حوالے سے تو وہ شہنشاہی کے درجے پر فائض ہیں۔ دیگر اصناف سخن کے حوالے سے بھی ریختہ کے باقاعدہ شاعر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا سند تسلیم کیا جاتا ہے اور ان کے الفاظ لفظ و معنی کے حوالے سے سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کا کہا ان کے عہد اور آنے والے دور میں معیار بنا انہوں کے زبان و بیان کے جو قرینے اور سلیقے ترتیب دیے وہ بطور طرز رائج ہوئے ان کی زبان نے لفظ و معنی تشبیہ و استعارہ مجاز و کنایہ کے جو پیرائے متعارف کروائے وہ معیار سخن بنے محسنات کلام کے حوالے سے انہوں نے جو طرزیں رائج ہیں وہ طرزیں بھی شعر و ادب میں مقدم تسلیم کی گئی، ریختہ کے معیارات ہوں یا اسلوب نگارش بیان کی بحثیں ہوں یا بدیع کے مستعمل زاویے سوؔدا نے ان سب کے استعمال کے سبب نا صرف شعری معیار قائم کیا بلکہ وہ معیار، معیار سخن ٹھہرا۔

کلیدی الفاظ: مستند، حوالہ، قصیدہ نگاری، اصناف، قرینہ، شعر و ادب، ریختہ، مستعمل، اسلوب نگارش، مجاز و کنایہ

محاورات اردو زبان و ادب میں خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ دور قدیم ہو، جدید یا حاضر تمام ادوار میں ان کی اہمیت مسلم جانی جاتی ہے۔ خصوصاً اگر بات کی جائے مشرقی شعریات کے حوالے سے تو لسانی و شاعرانہ وسائل میں ان کا سب استعمال عام دیکھنے میں آتا ہے۔ محاورات کا برجستہ اور بروقت استعمال نہ صرف شعر میں وزن پیدا کرنے کے مترادف سمجھا جاتا ہے بلکہ ادب کی خوبصورتی اور منفرد اسلوب میں بھی خاصی اہمیت پیدا کرتا ہے۔ صحیح معنوں میں اگر ادب کی تعریف کو دیکھا جائے تو ایک ادبی تحریر وہی کہلاتی ہے جس میں اشاروں، کنایوں اور محاورات کو خاص جگہ دی جائے کسی بھی بات کی گہرائی کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینا اور وہ بات قاری کے دل کو چھو جائے، گویا یہ بھی میرے دل میں ہے، کی سی کیفیت پیدا ہو جائے۔ علم بیان و بدیع کے بعد کلاسیکی شاعری میں محاورات کے تجربات دل کو چھو جانے میں خاص توجہ رکھتے ہیں۔ شعراء (خصوصاً کلاسیکی) کا محاورات کو موضوع سخن بنانا اور فارسی روایت کو برقرار رکھنا نہ صرف ان کے اسلوب میں انفرادی رنگ پیدا کرتا ہے بلکہ ان کے اس عمل سے زبان اردو اور ادب اردو کو بھی بہت مقبولیت حاصل ہے۔ صرف اردو زبان ہی نہیں بلکہ زبان کوئی بھی ہو محاورات کا استعمال ان زبان کو لسانی اور ادبی ہمہ گیریت عطا کرتا ہے۔ اگر کسی ادبی تحریر سے اس جز کو نکال علیحدہ کیا جائے تو میرے خیال میں باقی تحریر ادبی کہلانے کی مستحق نہ ہو گی۔ محاورات ادبی تحریروں کے بے روح جسموں میں روح پیدا کرتے اور ان کو زندہ جاوید کا درجہ دلاتے ہیں۔ دراصل محاورات کے ذریعے ہم بہت لمبی، گہری اور اہم باتوں کو مختصر سے الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں بعض اوقات تو دو یا دو سے زائد الفاظ کے اس مجموعے میں انسانی تجربات، احساسات، میلانات، رجحانات، اسلاف کے فکری و فنی مشاہدات زندگی اور بہت سارے واقعات و مشاہدات کو اس خوبصورتی سے بیان کیا جاتا ہے کہ قاری ورطہ حیرت میں مبتلا نظر آتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ محاورے کا ایک مخصوص فن اور طرز ادا اور الفاظ ہوتے ہیں، جو کہ اس کو محاورے بناتے ہیں۔ محاورے میں فعل کا استعمال لازمی جز ہے اور محاورے کو انہی اجزاء کا مجموعہ قرار دیا جاتا ہے۔'' فعل کی موجودگی سے ہی محاورے کی پہچان ممکن ہو سکتی ہے۔

'' اصطلاح میں خاص اہل زبان کے روزمرہ یا بول چال یا اسلوب بیان کا نام محاورہ ہے لیکن روزمرہ اور محاورہ میں امتیاز کرنے کے لیے محاورہ کے ایک محدود معنی مان لیے گئے ہیں۔ اب محاورہ کا اطلاق خاص کہ ان افعال پر ہوتا ہے جو کسی اسم کے ساتھ مل کر اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجاز معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً اتارتا کے حقیقی معنی کسی شے کو اوپر سے نیچے لانے کے ہیں۔ مثلاً گھوڑے سے سوار کو اتارنا۔۔۔ ان میں سے کسی کو بھی محاورہ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اُن میں اتارنا حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے لیکن نقشہ اتارنا، نقل اتارنا، دل سے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اتارنا محاورات ہیں کیونکہ یہاں اتارنا مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔''[1]

اردو زبان و ادب خصوصاً شاعری میں محاورات کے بیان کا طریقہ کار دلچسپی کا حامل ہے، اس سلسلے میں اہل زبان کو خاص مقام حاصل ہے محاورے کو بولنے اور اپنے شعر میں باندھنے کا طریقہ ہمیں اہل زبان کا پتا دیتا ہے۔ ان کے ہاں اس کے مخصوص انداز اور دروبست موجود تھے اسی طریقہ کار کے مطابق ان محاورات کو بولنا اور لکھنا اب تک رائج ہے اگر اس سے ہٹ کر اپنا طریقہ اپنایا جائے تو یہ درست نہ ہو گا۔ دہلی اور خالص محاورہ دہلی ایک اصطلاح کا درجہ حاصل کر چکا ہے اور دہلی کے محاورات اس ضمن میں خاص ادبی حلقوں میں موضوع بحث بنتے ہیں۔ محققین و ناقدین نے محاورات کی درجہ بندی اور خالص دہلی اور لکھنؤ کے محاورے میں فرق اور ان کو باقی علاقوں میں برتے جانے والے محاوروں سے الگ کرنے کے لیے بہت سی باتوں کی طرف توجہ دلائی جن میں دہلی کے خاص الفاظ اور لکھنؤ کا منفرد لہجہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دہلی میں استعمال کی جانے والی ریختہ زبان اور الفاظ کی ادائیگی (لہجہ)، مخصوص آہنگ، صرفی و نحوی اور صوتی لحاظ سے بھی کی گئی۔ یہ دونوں مرکز (دہلی اور لکھنؤ) چونکہ اہل زبان کے مراکز کے درجہ رکھتے ہیں پھر چاہے دہلی نادر شاہ کے حملے کے وقت کی ہو یا غالب و مومن کے دور ہر لحاظ سے علم و فن کے حوالے سے قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ محاورہ صرف دہلی اور قرب و جوار ہی نہیں بلکہ نوابوں کی سرزمین (لکھنؤ) میں آتش و انشاء کے دور میں بھی اپنا ترقی کا سفر بخوبی طے کرتا رہا، محاورے پر سیاسی، معاشی، معاشرتی، سماجی اور تخیلاتی و فکری ہر طرح کا اثر دیکھنے کو ملتا ہے۔ اردو زبان و ادب کی یہی خوبصورتی ہے کہ اس میں محاورات کی برجستگی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ محاورے کے حوالے سے انشاء اللہ خان انشاء کچھ اس طرح سے رقم طراز ہیں، کہ:

> ''اب دلی کی حالت دگرگوں ہے۔ تباہیوں اور حادثوں نے ارباب کمال کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ ترک وطن کریں۔ نتیجہ میں انہوں نے جہاں کہیں اطمینان کی صورت دیکھی چلے گئے، ان کی طرز معاشرت کے ساتھ ساتھ ان کے انداز بیان نے بھی دوسرے شہروں کے عوام پر اپنا اثر مرتب کیا اور انہوں نے بھی بتدریج دلّی کے طور طریق سیکھ لیے اس کے باوجود اصل و نقل کا فرق باقی رہ گیا۔ چنانچہ جن لوگوں کا مولد دلّی تھا ان کی اولاد دلی ہی کا روزمرہ بولتی ہے،۔۔۔ بعض اوقات دلّی اور بیرون دلّی کا فرق حروف کے حرکات یعنی تلفظ سے بھی ہوتا ہے۔''[2]

علاقوں اور لہجوں کی اس بحث سے قطع نظر ہم سودا کی زبان کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں سودا کا شاعرانہ تخیل اس دور کی تہذیب و ثقافت کا پتا دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جس دور میں سودا کی شاعری پروان چڑھی وہ دور محاورے اور ضرب المثال کی پختگی کا دور تھا، شاعر حضرات اپنے کلام میں روزمرہ، ضرب المثال اور خصوصاً محاورات کا استعمال کرتے تاکہ ان کو انفرادیت حاصل ہو سکے۔ سودا اور میرؔ کا دور، اردو ادب کا سنہری زمانہ اس حوالے بھی مانا جاتا ہے کہ ان شاعروں اور ان کے معاصرین نے اردو ادب کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور خالص دہلی اور مقامی زبانوں کو اپنے کلام میں جگہ دے کر اردو ادب کو فروغ دیا۔ یوں اردو زبان کی صفائی اور آبیاری میں ان شعراء حضرات کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بعض اوقات اردو کے بارے میں یہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ اردو، فارسی، ہندی، عربی اور سنسکرت اور ترکی وغیرہ سے وجود میں آئی اس وجہ سے اس کی اپنی کوئی حقیقت نہیں لیکن یہ خیال بالکل غلط اور سراسر بے بنیاد ہے اردو ابتدائی دور سے لے کر اب یعنی موجودہ دور تک ہر روز اپنی الگ سے الگ پہچان بناتی چلی جا رہی ہے، اور زندہ زبانوں کی خصوصیت بھی یہی ہے کہ وہ اپنے اندر جذب و قبول کی صلاحیت رکھتی ہیں، سودا چوں کہ فارسی کے ساتھ ساتھ ریختہ گو شاعر بھی تھے اور انہوں نے بطور شاعر ریختہ (اردو) کی ترقی کے لیے بہت سا سرمایہ الفاظ کی صورت میں اپنی شاعری میں چھوڑا، انہوں نے بہت سارے محاورات کو اپنے کلام میں جگہ دی اور روزمرہ کا استعمال باقاعدہ قاعدی کی رو سے کیا، ضرب المثال، روزمرہ اور محاورات کا برجستہ استعمال ان کے کلام کو تازگی بخشتا ہے، اسی وجہ سے کئی صدیاں گزرنے کے باوجود بھی کلام سودا میں سے وہی مہک آ رہا ہے جو اس کے بوئے جانے میں تھی۔ سودا اس بات سے باخبر تھے کہ انہوں نے کب، کہاں اور کیسے محاورے کا استعمال کرنا ہے اور وہ یہ بات بھی جانتے تھے کہ ریختہ مقامی لوگوں کے بول چال میں زیادہ استعمال میں رہی اسی لیے وہ زبان کو مشاہداتی طریقہ سے استعمال کرتے ہیں، اور مقامی لوگوں کے اتنا قریب تر زبان کو کر دیتے ہیں، کہ لوگ اس زبان کو اپنائیت دیتے ہیں اور اس زبان میں کسی قسم کو اجنبیت محسوس نہیں کرتے۔ بہت کم شاعروں کے حصے میں یہ اعزاز آتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی زبان سے محظوظ ہو سکیں، بلاشبہ سودا بھی ان چند ایک شاعروں میں سے تھے۔ سودا اپنے کلام میں کچھ ایسے محاورے کا استعمال کرتے کہ اس میں عرب کا خیال تک باقی نہیں رہتا بلکہ ندرت اور وسعت ملتی ہے۔ اس کلام سے قاری کا شعری ذوق بھی بلند ہوتا ہے۔ روزمرہ اور محاورے کی چستی کی وجہ سے سودا اپنے تلامذہ اور عوام الناس میں مقبول رہے۔ بہت سارے محاورات و ضرب المثال وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ متروک ہوتے چلے گئے لیکن محاورات سودا میں ایک نیا رنگ پایا جاتا ہے اور ان کے بہت سارے محاورے آج بھی اکثر زبان زدعام ہیں۔ زبان سودا اپنے اسی لسانی امتیازات و زنگ کے باعث اپنا مخصوص آب و رنگ رکھتی ہے۔

سودا اپنی تمام تر اصناف مثلاً غزل، قصیدہ، مثنوی اور خصوصاً ہجویات وغیرہ میں بہت سے محاورات کا برجستہ استعمال کرتے، یہی وجہ ہے کہ: زبان سودا ہمارے سامنے بہت سے لسانی و تخیلاتی دریچوں کو کھولتی نظر آ رہی ہے۔ سودا ایسی خوبصورتی سے محاورات کو شاعری میں جگہ دیتے کہ وہ الفاظوں میں نگینے جڑنے کے مترادف سمجھے جاتے نا صرف فارسی بلکہ دوسری زبانوں کے الفاظ و محاورات مثلاً سنسکرت اور ہندی کو ریختہ کے لیے موزوں سمجھتے اور موضوع سخن بناتے۔ وہ ان (محاورات) کو اشعار میں جا بجا جگہ دیتے اور یوں محسوس ہوتا کہ یہ محاورات خالص ریختہ کے لیے ہی بنے ہیں اور اسی کی اختراع ہیں کسی بھی جگہ پر یہ گمان تک بھی نہیں گزرتا کہ یہ اردو زبان کے لیے مستعار لیے گئے ہیں۔ انہی کی بدولت زبان سودا ہمیں فصاحت و بلاغت کے بھرپور فصیح و بلیغ معلوم ہوتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ڈاکٹر شارب رودولوی سودا کے محاورات ان کی ماہرانہ زبان اور الفاظ کو استعمال کرنے کے بارے میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

''ہجو میں الفاظ کا انتخاب اور محاوروں کا برجستہ استعمال طنز و ظرافت کے لطف کو دوبالا کر دیتا ہے۔ سودا کی یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے کہ ان کی ہجویات میں کہیں کوئی بندش ڈھیلی، کوئی لفظ بے موقع اور کوئی محاورہ بے تکا نظر نہیں آئے گا۔ وہ الفاظ کے کے استعمال محاوروں سے شعر میں طنز و مزاح پیدا کرتے تھے۔''۳

ذیل میں کلام سودا سے چند مثالیں درج کی جارہی جن سے اس بات کو بخوبی دیکھا جاسکتا ہے کہ! سودا اپنے عہد کی روایتی شاعری سے ہٹا کر اپنا الگ تشخص قائم کرنے میں کامیاب رہے اور اس بات کا اندازہ بھی ہوتا ہے کہ سودا روایت سے اختراع کی جانب گامزن ہوئے۔

آبلہ پھوٹنا:

؎ موج آتش ہے سیل آنکھوں کی
شاید اس دل کا آبلہ پھوٹا۴

آڑے ہاتھوں لینا، لہو پیا:

؎ کہیا جانیے کہ کس کے دل کا لہو پیا ہے
کنگھی نے آڑے ہاتھوں کیا زلف کو لیا۵

بات نہ بننا:

؎ چھپنے کی عشق کے نہ بنی بات پیش یار
سو طرح سے میں سامنے اس کے بنائے بات۶

بات بڑھانا:

؎ کوتہ ہوا تھا قصہ خط آنے سے یار کے
کھلوا کے ہم نے زلف کو ناحق بڑھائی بات۷

بدنام کرنا:

ع ناز و کرشمہ دے کر اس کو مجھ کو کیوں نہ نام کیا۸

بسر اوقات کرنا:

؎ زہد کو چاہیے ہے زور تو عصیاں کو زر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

میں بھی کیون ہی بسر اوقات کروں یا نہ کروں؟۹

بال آنا:

ع ہے بے صدا وہ چینی جس میں کہ بال آیا۱۰

بل کھانا:

ے کاٹ کر پلٹے ہے ناگن تب اثر کرتا ہے زہر
سیکھ کی زلفوں سے تیری، اُن نے بل کھانے کی طرح۱۱

پانی ہونا:

ے حسرت سے نکل آئینے کا دل کیوں کہ ہو نہ پانی
شانہ حضور اُس کے زلفوں کی لے بلائیں۱۲

پہاڑ اُٹھانا:

ع فرماؤ گے تم تو اٹھا لوں گا میں پہاڑ۱۳

پیمانہ بھرنا:

ع پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بھر چلا۱۴

تہ دام آنا:

ے ہے زمزمہ پردازِ چمن نالہ ہمارا
وہ مرغ نہ سمجھے جو تہِ دام نہ آیا۱۵

جان دینا:

ع ہم اپنی جان تلک دے چکیں جو مانگو تم۱۶

جی سے اُتارنا:

ع دے گل کو وہیں اُتار جی سے۱۷

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

خاک میں ملنا:

ع مل گیا خاک میں یاں پاؤں کے دھرتے دھرتے۱۸

دل اٹکنا:

ع نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو،یاں سودا کا دل اٹکا۱۹

زندگی بسر کرنا:

ے کیا تجھے اب فائدہ اس ذکر سے
ہر کوئی اک طرح بسر کر گیا۲۰

سر کھونا:

ع بازی اگرچہ پا نہ سکا، سر تو کھو سکا۲۱

گریباں سینا:

ع سی سی مرا گریباں ان نے تو جان مارا ۲۲

لہو پینا:

ع پینے کو لہو اپنے، غم عشق میں تیرے۲۳

مٹی میں ملنا:

ع وہ دانہ ہے خرمن جسے مائی میں رلایا۲۴

منہ چھپانا:

ع کہہ سود ہم سے منہ چھپانے نے کیا کیا۲۵

منہ دکھانا:

ع پھر منہ وفا کو ہم سے دکھایا نہ جائے گا۲۶

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

منہ دیکھ کر رہنا:

ع آپس میں ہر پری رو منہ دیکھ رہ مر گیا تھا۲۷

منہ کھلوانا:

ع ہمیں مت کہیو کچھ منہ تو ہی کھلواتا ہے شیشے کا۲۸

منہ نہ لگانا:

ع راہب نے جب منہ نہ لگایا بت میں نے قبول اسلام کیا۲۹

درج بالا محاورات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سودا نے اپنی شاعری میں صرف روایتی طریقے کو ہی اپنا کر محاورے کو جگہ نہیں دی بلکہ انہوں نے ایک ایسی ریختہ زبان کو رواج دیا جو کہ آنے والے شعراء کے لیے نمونہ بنی، اور اس زبان سے بہت سارے زبان و بیان کے بند دریچے بھی کھلے۔ اسی لیے میرؔ و سودا اپنے عہد کے بعد بھی اردو زبان و ادب کے محققین و ناقدین کے لیے توجہ کا مرکز بنتے رہتے ہیں۔ درج بالا اشعار میں سودا نے آبلہ پھوٹنا، آڑے ہاتھوں لینا، بات نہ بننا، لہو پینا، بدنام کرنا، بسر اوقات کرنا، بال آنا، پانی پانی ہونا اور جی سے اتارنا ایسے محاورات کو بڑے ہی برجستہ انداز سے حوالہ قلم کیا ہے۔ ان کے ہاں زبان میں نیا آہنگ، رنگ اور خاص دہلی محاورے کی رنگینی نظر آرہی ہے عام طور پر شاعر موج کو سمندر سے تشبیہ دے کر اپنے کلام میں فصاحت و بلاغت پیدا کرتے ہیں، لیکن سودا کا اصل کمال ہی یہی ہے کہ وہ اختراعی الفاظ و جملوں کو خاص کر شاعری میں جگہ دیتے ہیں، وہ موج کے ساتھ آتش کا ناطہ استوار کرتے نظر آرہے ہیں اور اسی میں "دل کا آلہ پھوٹنا" ایسا محاورہ استعمال کر رہے ہیں جس سے ان کی قادر الکلامی ظاہر ہو رہی ہے۔ اس سے چند قدم آگے چلیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ "آڑے ہاتھوں لینا" محاورے کا استعمال عمل میں لایا گیا جس سے شاعر اپنے جذبات کی ترجمانی بھی کر رہا ہے۔ آڑے ہاتھوں لینا یعنی، خوب خبر لینا اس شعر میں وہ کنگھی کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کنگھی نے زلفوں کی خوب خبر لی یعنی "آڑے ہاتھوں لیا" بظاہر تو یہ ایک سادہ سا شعر معلوم ہوتا ہے لیکن یہ سہل ممتنع کے ضمن میں شمار ہوتا ہے کہ جس میں بڑی ہی خوبصورتی کے ساتھ انہوں نے زلفوں کے پیچ و تاب کا ذکر کر دیا ہے، صرف یہی نہیں اسی شعر کے پہلے مصرع میں بھی سودا نے محاورے ہی کا استعمال کیا ہے، جس میں لہو پینے کو وہ بطور محاورہ اپنے کلام کا حصہ بنا رہے ہیں۔ یہ سودا ہی کا خاصا ہے کہ وہ چاہیں تو شعر کے ہر مصرعے میں محاورات کا استعمال اس انداز سے کر لیتے کہ عام شعراء اس فہم تک رسائی حاصل نہ کر سکتے۔ سودا کی شاعری اس حوالے سے بھی معتبر ہے اور ان کو اس لیے کہ خاص شاعر سمجھا جاتا ہے کہ سودا اپنے دل کی بھڑاس اپنے قلم کے ذریعے ہی نکالتا انہوں نے کسی کی بھی ہجو لکھنی ہو یا کسی کو آڑے ہاتھوں لینا ہو بس یوں کہیے کہ موقع کے انتظار میں رہتے یا موقع ان کے انتظار میں ہوتا کہ کب کسی نے ان کو بُرا بھلا کہہ دیا اور کب اس کی ہجو سودا کے قلم سے ہو کر کے کلام کا حصہ بنی۔ یہاں ایک بات عرض کرنے کی یہ ہے کہ سودا کے مخاطب پر آتے جاتے نہ ہوتے بلکہ ان کی علیک سلیک اس وقت کے روسا اور امراء میں تھی اور اس کے ساتھ ساتھ عام لوگ بھی کسی کسی جگہ ان کا نشانہ بنتے نظر آتے ہیں۔ سودا نا صرف ہجو بلکہ قصائد و قطعات میں بادشاہ وشاہ کی مدح بھی محاورات کا استعمال کیا۔ درج بالا محاورات کو مد نظر رکھے ہوئے یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ سودا کے ہاں صرف معاشرے کی ناہمواریوں کو ہی نشانہ نہیں بنایا گیا بلکہ ان کے ہاں غم جاناں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ "جان دینا" محاورے کو ان کے ہاں دیکھیے کس خوبصورتی سے استعمال کیا گیا کہ "ہم اپنی جان تلک دے چلیں جو مانگو تم" اور اسی طرح سے "دل اٹکنا" اور "زندگی بسر کرنا جیسے محاورات کو بھی ان کیش اعری میں جابجا دیکھا جاسکتا ہے۔ سودا محبوب کی زلفوں کے اسیر نظر آتے ہیں اور محاوراتی شاعری میں جابجا ان کا ذکر کرتے ہیں۔

سودا کے بہت سارے اشعار دیکھ کر اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سودا صرف اپنے کلام میں محاورات کو ٹھونستے نہیں بلکہ وہ اپنے محاورات کے ساتھ شاعری کے ایسی فنکارانہ تخیل و الفاظ کا استعمال کرتے ہیں کہ اس سے ان (سودا) کے کلام میں معنویت، انفرادیت اور تہہ داری پیدا ہوتی ہے۔ حرف سے لفظ اور لفظ سے الفاظ و محاورات بنانا سودا کے کلام کا حسن اور وصف ہے۔ سودا کی بہت سی اصناف میں استعمال محاورات سودا کے تخیل، فکر اور ترجیحات کو ظاہر کرتے ہیں، بقول ڈاکٹر امرت لعل عشرت:

> "سودا ہر فن مولا شاعر ہیں۔ ان کی قادرالکلامی نے ہر صنف سخن میں مصر کے سر کیے ہیں۔ قصیدہ، ہجو، مرثیہ، غزل، مثنوی، رباعی، قطع، مخمس، ترجیع بند تاریخیں، معمے، مستزاد، غرض کوئی میدان ایسا نہیں جو ان کے دائرہ اختیار سے باہر ہو، میرزا کے کلام کی سب سے بڑی خوبی ان کا لامحدود ذخیرہ الفاظ اور ان الفاظ کا برمحل استعمال ہے۔ ان الفاظ اور ان سے بنائی گئی تراکیب نے اپنی ندرت، شان و شکوہ، گھن گھرج، ترنم ریزی اور رنگا رنگی سے رنگ و روغن کا کام دے کر ان کے کلام کو وہ آب و تاب بخشی ہے جو آج صدیوں کے بعد بھی قائم و دائم ہے۔ ان کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

مقبولیت اور شہرت کا ایک بڑا راز ان کی ہی زبان دانی ہے۔۔۔ زبان پر یہ حاکمانہ قدرت اردو شاعری میں صرف چار شاعروں کے حصے میں آئی ہے۔ سودا، انشاء انیس، جوش ملیح آبادی۔''۳۰

کلام سودا میں شامل روزمرہ، محاورات اور ضرب الامثال لسانی سلیقے کے آئینہ دار معلوم ہوتے ہیں، جو فرسودگی اور کہنگی کا شکل بالکل بھی نہیں، سودا محاورے میں لسانی اجتہادات اور روزمرہ کی برجستگی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے محاورات رمز الامثال ان کی گفتگو کا فطری اور لسانی حصہ معلوم ہوتے ہیں۔

کلام سودا میں زبان سودا ندرت فکر اور تازگی خیال کی حدوں کو چھوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے، اور سودا کی جدت واختراع اور معنی خیزی کا بھی منہ بولتا ثبوت ہے، زبان و بیان کے بہت سارے معلمات میں سودا اپنے آپ کو تسلیم کروا چکے ہیں۔ بہت سارا کلام بطور حوالہ بڑے بڑے محققین و طالب علم بطور مثال نہیں کرتے ہیں۔ لفظوں کی بناوٹ اور ان کے قواعد کا برمحل استعمال ان کے کلام کی خوبی اور سمجھی جاتی ہے۔ سودا کی زبان یا محاورات کو چند صفحات میں بیان کرنا ممکن نہیں کیونکہ ان کا ہر شعر اور بیت اپنے اندر فکری گہرائی، سیاسی شعور اور معنویت سموئے ہوئے ہے۔ بعض اوقات قاری پہلی نظر میں سودا کی زبان کو سمجھے سے قاصر معلوم ہوتے ہیں اور کچھ اہل علم حضرات زبان کے مشکل ہونے کا دعویٰ کرتے نظر آتے ہیں لیکن ان سب باتوں سے قطع نظر سودا کی زبان ناصرف مانوس بلکہ اجنبیت کی حامل ہے اور یہ زبان قاری کو جدت پسند اور اجتہاد کی طرف مائل کرتی ہے۔ کلام سودا میں بے شمار روزمرہ موجود ہیں جو سودا کی زبان کو آسان بناتے ہیں اور بعض جگہ خصوصاً ہجویات میں تو ایسی زبان بھی استعمال کی گئی ہے، جس کو عام قاری بھی سمجھ سکتے ہیں، بعض جگہ پر سودا زبان کے حوالے سے فارسی کو شعراء کے معترف بھی دکھائی دیتے ہیں جس سے اس بات کا اندازہ بھی ہوتا ہے کہ سودا اپنی زبان میں جذب و قبول کا عنصر رکھتے ہیں اور یہی وہ خاص عنصر ہے جو کہ زندہ زبانوں کو حیات جاوداں بخشتا ہے اگر ایک زبان لگاتار صدیوں تک قدیم اور متروک الفاظ پر قائم رہے تو زبان ترقی نہیں کر پاتی لیکن سودا جیسے شاعر زبان کو زندہ رکھنے اور اس کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتے محاورات سودا میں بہت سارے الفاظ سنسکرت زبان کے بھی شامل ہیں جو قدرے معنوی لحاظ سے مشکل محسوس ہوتے ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جوں جوں ان محاورات و الفاظ پر تحقیق و بحث ہوتی ہے۔ توں توں ان میں معنوی ربط اور ہم آہنگی محسوس ہوتی ہے جس سے یہ الفاظ قاری کے سامنے اپنی حیثیت کا اظہار بہت کم کرتے ہیں۔ انہیں الفاظ و محاورات کے طلسم کی وجہ سے لوگ آج بھی ان کی زبان کے سحر میں گرفتار ہیں بعض اوقات ان کی زبان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سودا زبان کے تمام علوم اور اسرار اور رموز سے بخوبی واقف تھے لیکن پھر بھی انہوں نے بعض جگہ وہ ان اصول و ضوابط سے انحراف کرتے اور فارسی و عربی سے تصرف کرتے یہی نہیں بہت سی جگہوں پر مصادر کے بدلنے اور امدادی افعال کے استعمال کرنے میں نئی تبدیلیاں کرتے تھے۔ اسی لیے ان زبان اب تک لسانی مزاج، ساخت کی جدت، ہم آہنگی، مثالیاور منفرد شناخت کو برقرار رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی بطور محقق اور نقاد محاورات سودا کے بارے میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

''سودا نے اپنی تخلیقی توانائی اور زور بیان سے اردو شاعری میں ایک نیا آہنگ پیدا کیا۔ ان کے ہاں جذبہ و احساس سے زیادہ مضمون آفرینی کا رجحان ملتا ہے۔۔۔ سودا نے اپنی بیرون بینی سے اردو شاعری کو ایک نئی وسعت دی جس میں شگفتگی، نشاطیہ کیفیت، طنز کی کاٹ اور مزاح کی رنگینی نے ایک نئی زندگی پیدا کردی۔۔۔ سودا نے اردو شاعری کے مزاج میں فارسی شاعری کے رنگ و مزاج کو اس طرح جذب کیا کہ وہ فارسی شاعری کا چربہ نہیں رہی بلکہ ہند ایرانی تہذیبوں کے ملاپ سے ایک تیسری کئی صورت پیدا ہوگئی۔۔۔ اس دور کی ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ مختلف اصناف سخن میں مختلف فنی اصولوں کی پابندی کی گئی۔ بندشوں کی چستی، محاوروں کا برمحل اور عام زبان کا ادبی سطح پر استعمال، فارسی و عربی لفظوں کو عام طور پر صحت تلفظ کے ساتھ برتنے، صنائع بدائع کو نئی چابکستی کے ساتھ اور بحور اور قافیہ وردیف کو محبت و حسن کے ساتھ استعمال کرنے پر خاص زور دیا گیا۔''۳۱

غزلیں ہوں یا قصائد، مثنویات ہوں یا مخمسات و مسدسات غرض کوئی بھی صنف ہوں سودا ہر حوالے سے ایک اہم حوالہ تصور کیے جاتے ہیں۔ سودا نے اپنے محاورات کا جادو ہر جگہ جگایا ہے اور جادو بھی ایسا جو کہ سر چڑھ کر بولنے کے مترادف ہے۔ وہ اپنے محاورات کو ہر طرح سے استعمال میں لاتے، ان کے ہاں محاورات ایک خاص وسعت اختیار کرتے چلے گئے۔ ذیل میں چند مثالیں محاورات سودا کی مزید درج کی جارہی ہیں جن سے اس بات کا اندازہ ممکن ہو پائے گا کہ سودا صرف غزل یا قصائد ہی نہیں بلکہ ہر صنف میں محاورات کے استعمال میں ید بیضار کھنے کے مترادف ہیں۔

اپنے حال میں مست رہنا:

ے حال میں مست رہ اپنے تو سدا اے ناداں

تجھ کو کیا بننے سے زمانے کے کہ یاں۳۲

پانی پانی ہونا:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ع شرم سے آگ پانی پانی ہے۳۳؎

پیٹ بھرنا:

ع گرمیوں بیچ پیٹ بھر سووے۳۴؎

پھولا نہ سمانا:

ب بہ رنگ گل کوئی پھولا نہیں سماتا ہے
بسانِ غنچہ قبا ہے کسی کے تن پر چست۳۵؎

جھولی بھرنا:

ع لاتا آقا کے آگے جھولی بھر۳۶؎

چھٹی کا دودھ یاد آنا:

ع یاد آیا اُسے چھٹی کا دودھ۳۷؎
ع جس سے آیا تھا چھٹی کا دودھ یاد۳۸؎

دانت کھٹے کرنا:

ع دانت کھٹے باگ کے بکری کرے۳۹؎

رنگ اُڑنا:

ع رنگ منہ کا اُڑ گیا جیسے ہما۴۰؎

کاٹ کھانا:

ع لوگوں کو کاٹ کاٹ کھاتا ہے۴۱؎

کمر باندھنا:

ب نکلیں ہیں باندھ باندھ کمر ہو کے مستعد

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

لے کر پھر ہرے بالوں کے سر پر سے بان دار۴۲ے

ے باہم سے دستہ دستہ جدے ہو کھڑے رہو

جلدی سے باندھ کر کمر کینہ استوار۴۳ے

ے دھنسا پہلے وہ اُس ویرانے اندر

کمر ہمت پہ ان کی بندھا کر۴۴ے

لاحول پڑھنا:

ع تیں دیکھ مجھے حرز پڑھا، میں پڑھا لاحول۴۵ے

لگام دینا:

ع گھوڑے کو دو نہ دو لگام منہ کو تنگ لگام دو۴۶ے

لہو پینا:

ع غنچہ ساں اب اپنا لیہ پیچے۴۷ے

منہ کالا کرنا:

ع تیرے گھر سے کروں میں منہ کالا۴۸ے

معاف رکھنا:

ے پھر لگا کہنے یہ بہتر ہے کہ رکھ مجھ کو معاف

پر جو ہے در پے تحقیق تو سن صافا صاف۴۹ے

ناک کٹوانا:

ع سارے میکے کی کاٹے گی یہ ناک۵۰ے

ہوائیاں اُڑنا:

ے کرو صد برگ و جعفری پہ نظر

چھٹ رہی ہیں ہوائیاں منہ پر۵۱

سودا کی شاعری میں محاورات حقیقی زندگی سے متعلق رکھتے ہیں اور خاص و عام کی ترجمانی بھی کرتے ہیں۔ درج بالا اشعار میں ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کے ہاں زندگی کا گہرا مشاہدہ موجود ہے بلاشبہ وہ مالی لحاظ سے مستحکم تھے اور ان کے لیے بہت سے مشاغل تھے لیکن پھر بھی اک عام آدمی کی زندگی کو نا صرف قریب سے دیکھتے بلکہ اس کو محسوس بھی کرتے "پیٹ بھرنا" محاورے کو انہوں نے اس طرح سے استعمال کیا کہ اس سے عام آدمی کی پوری زندگی کی عکاسی ہو رہی ہے۔ یعنی ایک غریب انسان کے لیے دو وقت کی روٹی، سونا اور پھر کام اسی طرح سے زندگی جبر مسلسل رہتی ہے۔ سودا اپنے محاورات میں دین، مسلم، ہندو، غم جاناں، عام زندگی کے مسائل، بادشاہوں کی مدح، زلفوں، عشق، دشمنی، لڑائی، موسم، جانوروں، پرندوں باغات اور اس کے لوازمات کو خاص کر موضوع بناتے اور ان کا ذکر بار بار اپنی شاعری میں لاتے۔ جیسے اک شعر میں سودا نے گھوڑے کی بجائے منہ کو لگام دینے کا کہا اور اسی طرح سے "ناک کٹوانا" کو استعمال کیا کہ یہ لڑکی (دختر کا کی) اپنے سسرال والوں کی سب کی ناک کٹوائے گی یعنی اپنی کا نہ سمجھی کی وجہ ان کی بے عزتی کروائے گی۔

سودا کے کلام میں ایسے بہت سے اشعار بطور حوالہ مزید بھی درج کیے جا سکتے ہیں لیکن باخوف طوالت ایسا ممکن نہیں بحر حال اس سے یہ بات واضح ہے کہ سودا کی شاعری میں بہت جگہ محاورات کو استعمال کیا گیا بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ان کی شاعری کی ہر صنف میں محاورات کو خاص جگہ دی گئی اور انہوں نے اپنے کلام میں ان محاورات کے ذریعے سے دلچسپی اور بلاغت کو بھی جدت دی۔

حوالہ جات

۱۔ حفیظ صدیقی، ابو الاعجاز، کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۸ء، ص:۲۲۸
۲۔ عبد الحق، مولوی، دریائے لطافت، مصنف: میر انشا اللہ خاں انشا، دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۲ء، ص:۵۳
۳۔ شارب ردولوی، ڈاکٹر، افکار سودا، لکھنؤ: نصرت پبلشرز وکٹوریہ سٹریٹ، ۱۹۷۲ء، ص:۷۷
۴۔ سودا، مرزا رفیع، کلیات سودا، جلد اول، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۲، ص:۶۶
۵۔ ایضاً، ص:۴۵۰
۶۔ ایضاً، ص:۱۴۸
۷۔ ایضاً، ص:۱۴۷
۸۔ ایضاً، ص:۷۵
۹۔ ایضاً، ص:۳۰۹
۱۰۔ ایضاً، ص:۷۰
۱۱۔ ایضاً، ص:۱۶۲
۱۲۔ ایضاً، ص:۳۵۲
۱۳۔ ایضاً، ص:۱۴۸
۱۴۔ ایضاً، ص:۸۸
۱۵۔ ایضاً، ص:۱۰۷
۱۶۔ ایضاً، ص:۴۷۶
۱۷۔ ایضاً، ص:۵۴۴
۱۸۔ ایضاً، ص:۵۱۴
۱۹۔ ایضاً، ص:۵۱
۲۰۔ ایضاً، ص:۵۹
۲۱۔ ایضاً، ص:۴۹
۲۲۔ ایضاً، ص:۱۱۶
۲۳۔ ایضاً، ص:۴۹۹
۲۴۔ ایضاً، ص:۱۰۹
۲۵۔ ایضاً، ص:۱۲۸
۲۶۔ ایضاً، ص:۵۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

۲۷۔ ایضاً، ص:۹۶

۲۸۔ ایضاً، ص:۴۰

۲۹۔ ایضاً، ص:۷۷

۳۰۔ رفیع سودا، مرزا، کلیات سودا، ص:۸،۹

۳۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، جلد دوم، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۴ء، ص:۷۱،۴۷۲،۴۹۵

۳۲۔ سودا، مرزا رفیع، کلیات سودا، لاہور: مجلس ترقی ادب، جلد چہارم، ۱۹۸۷ء، ص:۲۳

۳۳۔ سودا، مرزا رفیع، کلیات سودا، لاہور: مجلس ترقی ادب، جلد سوم، ۱۹۸۴ء، ص:۸۲۔ ا

۳۴۔ ایضاً، ص:۱۱۲

۳۵۔ ایضاً، جلد چہارم، ص:۲۸۳

۳۶۔ ایضاً، جلد سوم، ص:۱۱۶

۳۷۔ ایضاً، ص:۱۱۵

۳۸۔ ایضاً، ص:۱۷۲

۳۹۔ ایضاً، ص:۱۵۸

۴۰۔ ایضاً، ص:۲۵۲

۴۱۔ ایضاً، ص:۱۲۹

۴۲۔ سودا، مرزا رفیع، کلیات سودا، لاہور: مجلس ترقی ادب، جلد دوم، ۲۰۰۶ء، ص:۱۷۶

۴۳۔ ایضاً، ص:۱۷۷

۴۴۔ ایضاً، جلد سوم، ص:۴۳

۴۵۔ ایضاً، جلد چہارم، ص:۲۰۵

۴۶۔ ایضاً، ص:۱۲۵

۴۷۔ ایضاً، جلد سوم، ص:۲۵۳

۴۸۔ ایضاً، ص:۱۳۶

۴۹۔ ایضاً، جلد چہارم، ص:۳۷

۵۰۔ ایضاً، جلد سوم، ص:۱۵۵

۵۱۔ ایضاً، ص:۷۵